اہلسنت کا بے باک ترجمان

دینی، ادبی، علمی، تحقیقی مجلہ

ماہنامہ

فیض عالم

بہاولپور، پاکستان

بفیضانِ نظر

دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحاج **محمد فیض احمد اویسی** رضوی رحمۃ اللہ علیہ

المفتی پیر محدث بہاولپوری



مدیر اعلیٰ صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی

مدیر محمد فیاض احمد اویسی

مقام اشاعت جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہو رہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہو کر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

قرآن نہ جلاؤ

قرآن پاک اللہ کا مقدس بابرکت کلام ہے جو ہمارے آقا ومولا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا اس کا ادب واحترام ہر مسلمان کا دینی، اسلامی، مذہبی اخلاقی فریضہ ہے۔ قرآن پاک کے مقدس الفاظ چاہے کاغذ، کپڑے، لکڑی، لوہے، تانبے وغیرہم پر لکھے ہوئے ہوں انہیں آگ میں جلانا کسی صورت مناسب نہیں بالخصوص آج کے دور میں کاغذ پر قرآن پاک پرنٹ ہو رہا ہے جب اس کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں تو انہیں دریا یا بڑی نہر میں بہا دیا جائے یا کہیں محفوظ مقام یا قبرستان میں مخصوص جگہ پر دفن کر دیئے جائیں مگر آج کل کچھ ناعاقبت اندیش لوگ قرآن کے بوسیدہ اوراق جلانے کی روش اپنائے ہوئے ہیں پھر اس پر کئی من گھڑت دلائل بھی دیتے ہیں۔

گذشتہ ہفتے تھانہ مسافر خانہ ضلع بہاولپور کی حدود میں کلانچ والہ روڈ پر ایک مسجد میں مولوی صادق نامی دیوبندی وہابی نے قرآن مجید کے اوراق اور سپارے جلائے جس کا اہل علاقہ کو بروقت پتہ چلا تو اس کے خلاف سخت احتجاج ہوا تھانہ مسافر خانہ میں اس واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی پولیس نے اسے گرفتار کر کے تھانے میں بند کر دیا ضلع بہاولپور میں دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے بڑے مولوی اس کو رہا کروانے کے لئے اپنا روزگار رہے ہیں۔ اس سنگین واقعہ پر علاقہ میں غم وغصہ کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ سیشن کورٹ میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ دیکھئے جج صاحب کیا فیصلہ کرتے ہیں؟؟؟؟

بہاولپور وکلاء اس مقدمہ پیروی کرر ہے ہیں۔ بالخصوص وکیل اہل سنت حافظ غلام مصطفیٰ خالد ایڈوکیٹ ہائی کورٹ بہت زیادہ کوشش کرر ہے ان کا فون نمبر یہ ہے

(03468784196)

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نے ایک تحقیقی کتاب ''قرآن نہ جلاؤ'' تحریر فرمائی تھی جو بارہا مرتبہ پاکستان کے مختلف اشاعتی اداروں نے شائع کی جس میں آپ نے علماءِ حق فقہاءِ ملت کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر اس اہم ترین مسئلہ کو واضح فرمایا ہے کہ قرآن شریف کے اوراق کو جلانا اہل اسلام کا شیوہ نہیں یہ غیر مسلم قوتوں کی کارستانیاں ہیں۔

48 صفحات کا یہ رسالہ صرف 35 روپے کے ڈاک ٹکٹ پر دستیاب ہے۔

صوفی مختار احمد اویسی سیرانی کتب خانہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور

تحریک ختم نبوت کے قلمی جہاد کی سرگزشت

1883ء تا 1936ء پندرہ جلدوں کا ایک اجمالی تعارف

عقیدہ ختم نبوت انسائیکلو پیڈیا

مرتبہ مفتی امین رحمۃ اللہ علیہ

از توفیق جونا گڑھی (باب المدینہ کراچی)

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ مفتی محمد امین قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ بن محمد حسین محمد ابراہیم واڈی والا ۲۲ رجب المرجب بمطابق ۷ نومبر ۱۹۷۲ء کو کراچی کے مشہور علاقے کھارادر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۸۸ء میں ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم مولانا جاوید مینگرانی سے شروع کی۔ ۱۹۹۲ء میں گریجویشن کے بعد درس نظامی نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں حضرت مولانا عثمان برکاتی صاحب سے مکمل کیا۔ ۱۹۹۸ میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں شیخ الحدیث مولانا افتخار قادری رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

مفتی محمد امین قادری عطاری ۲۰ دسمبر ۲۰۰۵ء بروز منگل ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ کو مغرب کی نماز کے وقت اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور تدفین کراچی کے قبرستان میوہ شاہ میں عمل میں آئی۔

ختم نبوت انسائیکلو پیڈیا ﷺ شاہین عقیدہ ختم نبوت مفتی محمد امین قادری عطاری رقمطراز ہیں یہ تقریباً سوا صدی پر محیط علماء و مشائخ اہل سنت کی علمی و عملی جدو جہد پر مشتمل، منتشر کام کو یکجا کرنا تھا بزرگوں کی دعاؤں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصفِ خاص ختم نبوت کے ادنیٰ فدائیوں میں اپنا نام لکھوانے کی غرض سے کمرِ ہمت باندھی.. الخ (عقیدہ ختم نبوت جلد اول)

اس عظیم الشان کام کیلئے آپ نے پاکستان بھر کی کافی لائبریریوں کی خاک چھانی اور کم وقت میں کافی علمی و تحقیقی تحریروں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوئے۔

مفتی صاحب نے ابتدائی چھ ۶ جلدوں پر مقدمہ مدینہ شریف میں مکمل فرمایا ہنوز کچھ جلدیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی تھیں کہ آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد آپ کے مشن کو ''ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ'' (جس کے آپ خود بانی تھے) نے جاری رکھا۔ الحمدللہ ۲۰۱۳ء تک اس ادارہ نے انسائیکلو پیڈیا ''عقیدہ ختم نبوت'' کی پندرہ جلدیں شائع کر دی ہیں جلد اول کے ابتدائیہ میں مفتی صاحب رقم طراز ہیں ''جس مصنف کی سن کے اعتبار سے پہلے تصنیف ہوگی ان کی اس موضوع پر دیگر کتابوں کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ مزید کتب کی جستجو اب بھی جاری ہے (الحمدللہ ابھی

تک جاری ہے) اگر سنین کا تفاوت ہوگا تو اس وقت کتاب کی عدم دستیابی وجہ ہوگی (بعد میں طباعت کے تقاضوں کے پیش نظر بعض کتب میں اس ترتیب کو برقرار نہیں رکھا جا سکا) اوراس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ مصنفین کے حالات زندگی اوران کتابوں کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔اس کتاب کی جدت یہ ہے کہ مصنفین کے حالات زندگی کے ساتھ ان کے مشرب، مسلک اور مسکن کو بھی خاص طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔مفتی محمد امین صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر ۸۸ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقدمہ رقم فرمایا جس میں عقیدہ ختم نبوت آیات قرآنی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت فرمایا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام، مرزا کے عقائد، تحریک ختم نبوت میں علماء کی علمی وعملی جدو جہد، رد قادیانیت میں کتاب ''تحقیقاتِ دستگیریہ فی رد ھفوات براہینیہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اولین ہونا، موت مرزا بسبب اسہال، مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباہلے کی حقیقت، مرزا کی موت اور حضرت امیرِ ملت پیر جماعت شاہ کی پیشن گوئی، فتنہ قادیانیت کے خلاف آئینی وقانونی جدوجہد وغیرہ

﴿ جلد اول ﴾ (۱) (**تحقیقات دستگیریه فی رد هفوات براهینیه** ،۱۸۸۳ء) حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹۷ء) کی رد قادیانیت میں پہلی تصنیف ہے۔جس میں علمائے ہند خصوصاً لاہور وامرتسر کے علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر میں تحریک ختم نبوت کے پہلے مجاہد اور قلمی جہاد کی سرگزشت میں اہل سنت کی طرف سے سب سے پہلے جس عالم دین نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے جھوٹے الہام اور دعووں پر اسلام کی دعوت اور انکار پر بحث ومناظرہ اور مباہلے کا چیلنج دیا وہ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۲) (**رجم الشیاطین بر داغلو طاعت البراهین** (صفحات ۶۳) ۱۸۸۶ء) یہ کتاب عربی زبان میں ہے جس کو مولانا قصوری نے اپنی کتاب تحقیقاتِ دستگیریہ سے ملخص کیا اور علمائے حرمین شریفین زادھم اللہ شرفاً وتعظیماً سے شخصی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے تصدیقات حاصل کیں۔اس میں بھی آپ ہی اول ہیں اور اسی کتاب کے ذریعے علمائے حرمین شریفین فتنہ قادیانیت سے واقف ہوئے۔جس کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اس طرح کیا ''مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کیلئے مکہ معظّمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے'' (حقیقۃ الوحی، ص ۲۵۹، روحانی خزائن، ج ۲۲)

(۳) (**فتح رحمانی به دفع کید قادیانی** (صفحات ۳۷) ۱۸۸۶ء) مولانا قصوری صاحب کی یہ کتاب قادیانیوں

کے ایک اشتہار کے جواب میں معمول کی ایک تصنیف ہے لیکن مرزا قادیانی کذاب کی ایک معرکۃ الآراء کذب بیانی نے ہمارے اور قادیانیوں کیلئے اس کتاب کو ایک تاریخی معرکۃ الآراء کتاب بنا دیا ہے۔

(۴)(الالهام الصحيح فی اثبات حياة المسيح (صفحات ۶۱)۱۸۹۳ء) یہ کتاب عربی زبان میں پیر غلام رسول نقشبندی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی، جس میں دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔اس کا اردو ترجمہ حضرت کے شاگرد و برادرزادہ مولوی مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ''آفتاب صداقت'' کے نام سے کیا جو اس جلد میں شامل ہے۔

(۵) کلمہ فضل رحمانی بجواب اوهام غلام قادیانی (صفحات ۱۹۴) ۱۸۹۶ء)

یہ کتاب حضرت قاضی فضل احمد مجددی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔جس میں مرزا غلام قادیانی کے چار رسائل (۱) انجام آتھم (۲) خدا کا فیصلہ (۳) دعوتِ قوم (۴) مکتوب عربی بنام علماء و مشائخ بلاد ہند کا خلاصہ اور اس کا رد ہے نیز محمدی بیگم کے آسمانی نکاح سے متعلق تفصیلات بھی شائع فرما کر مسیلمہ پنجاب کو برہنہ کر دیا۔

﴿جلد دوم﴾ (۱)(جمعیتِ خاطر (صفحات ۱۴۶) ۱۹۱۵ء) یہ کتاب بھی قاضی فضل احمد لدھیانوی صاحب کی ہے اس میں غلام رسول قادیانی اور قاضی صاحب کے مابین خط و کتابت پر مبنی قلمی مناظرہ ہے۔

(۲)(جزاء الله عدوه بأبا ئه ختم النبوة (صفحات ۱۴۴)۱۸۹۹ء) یہ کتاب اس صدی کے مجدد امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔اس کا تعارف خود فاضل بریلوی کی زبانی سنیئے ''اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی۔شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحتاً خاتم بمعنی آخر بتایا۔متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اس معنیٰ ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا کہ حضور ﷺ تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اس بناء پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی اکرم ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں''

(۳)(السوء والعقاب على المسيح الكذاب (صفحات ۳۰)۱۹۰۲ء) فاضل بریلوی کو ایک استفتاء بھیجا گیا۔مرد مرزائی ہو گیا تو کیا اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی؟ آپ نے اس کا جواب تحریر فرمایا'' یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے''

(۴)(قہر الدیان علی مرتد بقادیان، ص ۲۵، ۱۹۰۵ء) عرفی نام ہے ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری۔فاضل بریلوی کا یہ رسالہ ختم نبوت کے منکر، کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن، جھوٹے مسیح، مرزائے قادیان کے شیطانی الہاموں کا

رد کر کے عظمت اسلام کو اجاگر کرتا ہے۔

(۵)المبین ختم النبیین (صفحات ۳۳)(۱۹۰۸ء)اس رسالہ میں ایک اہم سوال ہے کہ بعض لوگ خاتم النبیین میں الف لام عہد خارجی قرار دیتے ہیں اور بعض اسے استغراقی قرار دیتے ہیں۔ فاضل بریلوی نے لفظ خاتم النبیین کی مکمل تحقیق اس رسالہ میں تحریر فرمائی۔

(۶)(جبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی (صفحات ۱۳)(۱۹۱۸ء)مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ وہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور درود شریف میں بھی نام محمد ﷺ کی جگہ تھانوی صاحب کا نام لیتا ہے، مرید کی اس گمراہی پر تھانوی صاحب نے اس کو تسکین دی۔ فاضل بریلوی سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا "جبل الثانوی" کی صورت میں جواب تحریر فرمایا اور ان کی بدعقیدگی کی گرفت فرمائی۔

(۷)(الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (صفحات ۲۲)(۱۹۲۱ء)پیلی بھیت سے ایک استفتاء بھیجا گیا تھا ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی جس سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی نے جواب سے پہلے سات فائدے بیان کیے پھر سات وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن سکتی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے۔

(۸) (الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (صفحات ۶۱)(۱۸۹۶ء) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے حیات مسیح، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال کے متعلق سوال کیا گیا۔ جواب میں آپ نے پانچ مقدمات، پانچ تنبیہات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ۴۳ احادیث مبارکہ سے استدلال جبکہ رفع عیسیٰ پر قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ و اقوال مفسرین پیش فرمائے ساتھ ہی دلائل عقلیہ سے بھی ان ابحاث کو بسط سے ثابت فرمایا۔

﴿جلد سوم﴾ (۱) (درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی (صفحات ۳۸۵)(۱۹۰۱ء) مولانا محمد حیدر اللہ خان درانی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو علم تصوف میں بھی درک کا دعویٰ تھا۔ علامہ درانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں امام عبدالوہاب شعرانی، محی الدین ابن عربی، حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ کی کتب وعبارات سے مرزا کے دعویٰ تصوف کی بھرپور تکذیب کی۔ اس کتاب میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی، حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بھی جھوٹے مدعیان میں ذکر فرمایا ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثیل ممکن بتانے والوں کا

بھر پور رد فرماتے ہوئے حضور ﷺ کا بے مثل و بے مثال ہونا ثابت فرمایا ہے۔

(۲) (مرزائی حقیقت کا اظہار (صفحات ۸۹) ۱۹۲۹ء) مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مبلغ اسلام کی اس کتاب میں کُل ۲۹ مضامین شامل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ مرزائی حقیقت کا اظہار، مرزا صاحب کا خود اپنے آپ کو کاذب کہنا، بد سے بدکردار اور لعنتی کہنا، خاتم النبیین، فہم قرآن، مرزا صاحب کا دعویٰ ابنیت خدا، مرزا صاحب کا عورت ہونے کا دعویٰ، نکاح آسمانی، حیات المسیح، مرزائی ڈکشنری، مرزائیوں کو ایک ہزار روپیہ انعام کا چیلنج۔

(۳) (ھدیۃ الرسول (صفحات ۱۰۱) ۱۸۹۹ء) فاتح قادیانیت، شیخ الاسلام اور اس صدی کے مجدد سید پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے مرزا قادیانی نے جوں ہی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تاج دارِ گولڑہ نے اس کے خلاف کام کا آغاز کر دیا چونکہ حیات ونزول مسیح کا عقیدہ بھی اسلام کا اہم حصہ ہے اور نظریہ ختم نبوت کو تو اسلام کے ایک ایسے بنیادی عقیدے کی حیثیت حاصل ہے جس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔ اس لیے تاجدار گولڑہ نے سب سے پہلے مرزا کی مشہور کتاب ــ"ایام الصلح" (فارسی) اور دیگر رسائل کے رد میں کتاب "ھدیۃ الرسول" فارسی زبان میں تالیف فرمائی کیونکہ "ایام الصلح" مرزا نے کابل وغیرہ کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے فارسی زبان میں لکھی تھی اور اس کا مؤثر توڑ کرنا نہایت اہمیت رکھتا تھا۔

﴿جلد چہارم﴾ (۱) (شمس الھدیۃ فی اثبات حیاۃ المسیح، ص۱۳۸، ۱۸۹۹/۱۹۹۰ء) برصغیر کے مسلمانوں کے لیے پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "ھدیۃ الرسول" کے مضامین کو اردو زبان میں ڈھال کر شمس الھدایۃ فی اثبات حیاۃ المسیح " تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے "وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا" الآیہ "یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" الآیہ، اور "قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ" الآیہ وغیرہ کی پر مغز تفسیر کی اور مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی زبردست دلائل سے تردید فرمائی۔

﴿جلد پنجم﴾ (۱) (مفاتیح الاعلام، ص۶۷) شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ (حیدر آباد دکن) نے مرزا قادیانی کی کتاب "ازالۃ الاوھام " کے رد میں شہرہ آفاق کتاب " افادۃ الافھام " تحریر فرمائی۔ "مفاتیح الاعلام "اس کتاب کی فہرست ہے جو کہ بذات خود ایک قیمتی کتاب ہے اس کتاب میں شامل مضامین مرزا صاحب کے دھوکا دینے والے اقرار واقوال، خلاف بیانی، قسمیں، وعدہ خلافی، فتنہ انگیزی، دنیاداری، عیسیٰ ومہدی بننے کی تدابیر، آیتوں سے جھوٹا استدلال، مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ

(۲) (افادۃ الافہام، حصہ اول، ص ۳۳۲) مرزا قادیانی کی ایک کتاب کا نام " ازالۃ الاوھام " ہے لیکن حقیقت میں اوہام باطلہ کا بدترین مرقع ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں " افادۃ الافھام " تحریر فرمائی۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ردقادیانیت پر کام کرنے والے حضرات دونوں جلدوں کی صرف فہرست ہی ملاحظہ فرمالیں تو عش عش کر اٹھیں گے کہ شاید ہی مرزائیت کا پھیلایا ہوا کوئی ایسا وہم ہو جسکا اس کتاب میں جواب موجود نہ ہو۔ مرزا قادیانی کے اوہام باطلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔

﴿جلد ششم﴾ (۱) (افادۃ الافہام، حصہ دوم (صفحات ۳۲۶)) شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۳۲ مضامین پر مشتمل ہے جن میں مرزا صاحب کا تفسیروں پر حملہ، مرزا صاحب کفار کی تقلید کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتراء، نمرود کی طرح مرزا صاحب کی تاویلیں، دجال کا حلیہ جسمانی، حدیث لامہدی الاعیسیٰ کے معنیٰ، مثل کافروں کے مرزا صاحب کا شبہ قیامت کے باب میں قرآن کے ایک حرف کا منکر بھی کافر ہے وغیرہ

(۲) (انوار الحق (صفحات ۱۲۳)) یہ کتاب بھی شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ اس کتاب کا پس منظر آپ ہی کی زبانی سنیے ''پیشتر ایک رسالہ مسمی ''بافادۃ الافہام'' لکھنے کا اتفاق ہوا جس میں '' ازالۃ الاوھام'' کے ان استدلالوں کا جواب دیا گیا جو مرزا قادیانی نے آیات قرآنی سے کیے اس کے بعد ''تائید الحق'' مصنف مولوی حسن علی صاحب لیکچرار دیکھنے میں آئی جس میں انہوں نے ایک لمبی چوڑی تمہید کر کے مدبرانہ انداز سے مرزا صاحب کی تائید کی، اس تقریر کا یہ اثر دیکھا گیا کہ ہمارے ہم مشرب بعض حضرات بھی اس کی تحسین کرنے لگے اور تعجب نہیں کہ اس نے بہتوں کو متزلزل کر دیا ہو اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ تائید الحق کا بھی جواب لکھوں اور اس کے ضمن میں ازالۃ الاوہام کے بعض مباحث پر بحسب ضرورت بحث کروں جس سے حقیقت اس نئے مذہب کی کھل جائے اور اہل انصاف و طالبین حق کیلئے کارآمد ہو

(۳) (معیار المسیح (صفحات ۵۷) ۱۳۲۹ھ) یہ تالیف حضرت مولانا ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، ایک رسالہ سردار خان بلوچ نے لکھا جس کے جواب میں حضرت سیالوی صاحب نے ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں خروج دجال ومہدی کے حالات، محمدی بیگم سے آسمانی نکاح، سیرت مسیح، خصوصیات زمانہ مسیح اور مدفن عیسیٰ علیہ السلام پر روشنی ڈالی ہے۔

﴿ جلد ہفتم ﴾ (۱) (تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی (صفحات ۱۸۳) ۱۹۱۱ء) یہ تالیف حضرت قاضی غلام گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔اس کتاب کی وجہ تصنیف قاضی صاحب کی زبانی سنیئے، پنجاب ضلع گورداسپور موضع قادیان میں مرزا غلام احمد ایک شخص قوم کا کاشت کار پیدا ہوا تھا۔ ہاتھ کی صفائیاں دکھا کر بعض بدنصیبوں کو کرامت کا دھوکا دے کر حرام کا روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ مرزا نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے، مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے بدلے میں میں پیدا ہوا، مجھ کو جو نہ مانے گا وہ گمراہ اور کافر ہے، صحابہ کرام اور موجودہ زمانے کے علمائے عظام کو سخت گالیاں بکیں جو اس کی پلید کتابوں میں قدرے مسلمانوں کو اس کا حال ظاہر کرنے کے لیے مع نشان صفحات کے بقید تحریر لاتا ہوں ناظرین خود جان لیں گے کہ مرزا مسلمان تھا یا کون؟ اور اس پر اعتقاد اور اس کی متابعت کرنے والا مسلمان ہے یا تابع شیطان اور مغضوب رحمٰن؟ آخر میں ۶ صفحات تتمہ کے آپ کے برادر قاضی غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

(۲) (جواب حقانی درردبنگالی قادیانی، صفحات ۱۵۹) ایک شخص ملا عبدالواحد ملک بنگالہ، ضلع پترہ، مقام برہمن بڑیہ کا رہنے والا نصیب کی شامتوں سے قادیانی ہوگیا اور وہاں کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے ایک رسالہ ھدایة المهتدی " کے نام سے لکھا درحقیقت اس ضلالة المهتدی کے جواب میں قاضی غلام گیلانی صاحب نے ''جواب حقانی درردبنگالی قادیانی'' قولہ اور الجواب سے سپرد قلم کیا۔

(۳) (رسالہ بیان مقبول وردقادیانی مجہول صفحات ۹۴) اس کتاب میں قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات پر قادیانی شبہات کا ازالہ سوالاً جواباً تحریر فرمایا ہے۔

(۴) (مرزا کی غلطیاں، صفحات ۱۲) یہ کتاب قاضی غلام ربانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو برادرِ اصغر ہیں قاضی غلام گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے۔مرزا کا دعویٰ تھا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تحریر و تقریر ایسی معجزانہ عنایت کی ہے کہ کل روئے زمین کے فصحاء و بلغاء اس سے عاجز ہیں۔اس کے جواب میں قاضی صاحب نے مرزا کی کتاب ''اعجاز المسیح" سے مرزا کی غلطیاں تحریر فرمائیں۔

(۵) (رسالہ ردقادیانی، صفحات ۱۰) قاضی غلام ربانی صاحب کا یہ رسالہ اثبات حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ہے۔

(۶) (قہر یزدانی برجان دجال قادیانی (صفحات ۶۰) ۱۹۱۲ء) حضرت پیر ظہور شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو لاہوری مرزائی جماعت کی طرف سے ایک دوورقہ اشتہار ملا جس میں بائیس ۱۲۲ اشخاص نے حلف اٹھا کر بیان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا دعویٰ نبی و رسول ہونے کا ہرگز نہ تھا اور نہ اس کو کافر و خارج از اسلام سمجھیں۔ پیر ظہور شاہ صاحب نے ''قہر

یزدانی‘‘ میں قادیانی عقائد، قادیانیوں کو مسلمان ماننے اور ان سے تعلقات قائم کرنے مثلاً نکاح وغیرہ سے متعلق تین اہم فتاویٰ اور ان پر کثیر علمائے کرام کی تصدیقات سے مرزائی لاہوری جماعت کا رد بلیغ فرمایا۔

جلد ہشتم: (۱) (الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی ،۱۹۲۴ء) یہ کتاب اس مناظرے کی روداد ہے جو مناظر اسلام مفتی غلام مرتضیٰ میانوی رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانی مولوی جلال الدین شمس بمقام ہریا، تحصیل پھالیہ، ضلع گجرات بتواریخ ۱۹،۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں منعقد ہوا۔ اس کی روداد بھی مناظر اسلام کے قلم سے ہے۔ اس رسالے میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور صدر جلسہ مقرر ہوئے اور قادیانیوں کی طرف سے کرم داد صدر جلسہ مقرر ہوا۔ فن مناظرہ کے شوقین حضرات کیلئے یہ کتاب کسی نایاب ہیرے سے کم نہیں۔

(۲) (ختم النبوۃ (صفحات ۲۰)) مولانا غلام مرتضیٰ میانوی صاحب نے اس رسالہ میں مختصر تفسیر خاتم النبیین باللغة ،تفسیر خاتم النبیین بالاحادیث النبویة ،لو عاش ابراهيم لكان پر بحث، ظلی نبوت، مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت تشریعیہ کے مدعی ہونے پر روشنی ڈالی ہے۔

(۳) (اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب (صفحات ۵۸) ۱۹۳۲ء) یہ کتاب حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کی تالیف ہے۔ ایک اکرام الحق نامی عیسائی یا مرزائی یا کسی اور نے کھلی چٹھی بنام علمائے کرام ۱۹۳۲ء میں شائع کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ابوالحسنات صاحب نے اس کا جواب قرآن و احادیث رسول کی روشنی میں سپردِ قلم کیا۔

(۴) (البرزشکن گرزعرف مرزائی نامہ (صفحات ۱۸۶) ۱۹۳۶ء) مولانا مرتضیٰ احمد خان مرحوم نے ۱۹۳۸ء میں روزنامہ احسان میں اشتہار دیا کہ مرزائیوں کو دین اسلام کے سمجھنے میں اگر کوئی دشواری ہو تو وہ مجھ سے رابطہ کریں میں تسلی بخش جواب دوں گا۔ اس سلسلے میں مرزائی استفسارات موصول ہونا شروع ہو گئے اور آپ نے روزنامہ ’’احسان‘‘ اور ’’زمیندار‘‘ میں ان کے تسلی بخش اور جامع جوابات لکھتے رہے۔ بعد میں ان تمام مضامین کو کتابی شکل میں یکجا کر کے ’’البرزشکن گرزعرف مرزائی نامہ‘‘ کے تاریخی نام سے شائع کر دیا گیا۔

(۵) (پاکستان میں مرزائیت کا مستقبل (صفحات ۴۴) ۱۹۵۰ء) میکش صاحب کی اس کتاب میں پاکستان میں مرزائیت کے پھیلنے سے متوقع نقصانات، مرزائیوں کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے ناپاک منصوبے، مرزائیوں کی ہوس اقتدار پر ذہنی تربیت کا عکس، ایک مکمل ریاست کی طرح مرزائیوں کے محکمے، غرضیکہ قادیانیت کو مذہبی لبادہ سے باہر لا کر اس کی سیاسی حقیقت کو عیاں کیا گیا ہے، قادیانیت کے سیاسی خدوخال اس وقت تک سامنے آ ہی نہیں سکتے جب تک اس کتاب کا

مطالعہ نہ کرلیا جائے۔

(٦)(قادیانی سیاست (صفحات ٨) ۱۹۵۱ء) میکش صاحب نے اس مختصر رسالے میں قادیانی سیاست کی منافقانہ کشتی کو بھنور میں پھنسا ہوا دکھایا گیا ہے۔

(٧)(کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہوگی؟ (صفحات ١١) ۱۹۵۲ء) میکش صاحب کے اس مختصر رسالے میں پاکستان میں مرزائیوں کی حکومتی معاملات میں ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے سبب رونما ہونے والے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے ارباب اقتدار کو متنبہ کرنے کی خاطر یہ سوال قائم کیا ہے کہ کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہوگی۔ (باقی جلدوں کا تعارف آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کریں)

اُویسیوں میں بیٹھ جا

اویسیوں "میں بیٹھ جا، "بلالیوں "میں بیٹھ جا
طلب ہے کچھ تو بے طلب سوالیوں میں بیٹھ جا

یہ معرفت کے راستے. ہیں اہل دل کے واسطے
"جنیدیوں "سے جا کے مل، "غزالیوں "میں بیٹھ جا

"صحابیوں "سے پھول، "تابعین "سے چراغ لے
حضوری چاہیے تو ان موالیوں میں بیٹھ جا

درود پڑھ، نماز پڑھ، عبادتوں کے راز پڑھ
صفیں تو سب بچھی ہیں، "عشق والیوں "میں بیٹھ جا

ہر ایک سانس پر جو ان کو دیکھنے کا شوق ہے
تو آنکھ بن کے ان کے در کی جالیوں میں بیٹھ جا

اگر ہیں خلوتیں عزیز تو ہجوم میں نکل
اگر سکون چاہیے دھمالیوں میں بیٹھ جا

جو چاہتا ہے گلستان مصطفیٰ کی نوکری
تو بوئے مصطفیٰ پہن کے مالیوں میں بیٹھ جا

گنبد خضراء سلامت تجھے خدا رکھے

﴿توجہ طلب﴾

نجدی وہابی سعودی اہل ایمان کے ایمان جانچنے کے لئے کروڑوں اہل محبت کے آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ رب العزت کے پیدا کردہ جملہ عالمین میں نور کی کرنیں پھیلاتا پیارے گنبد خضریٰ کو گرانے کا شوشہ چھوڑ کر اپنے بغض باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ صدی میں بارہا مرتبہ نجدیوں کے گرو مولوی حکومت سعودیہ کو اس کے گرانے کی تجاویز دیکر اہل دنیا پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم دجال کی راہ ہموار کرنے والے ہیں گذشتہ دنوں ایک بار پھر نجد سے شیطان نے اپنے سینگ ہلاتے ہوئے اپنے چیلوں کے ذریعے (جن میں سرفہرست نجدی مفتی علی عبدالعزیز الشبل ہے) یہ تجویز پیش کی ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ گنبد خضریٰ شریف کو منہدم کر دیا جائے اور تربت انور کو اُکھاڑ کر کسی نامعلوم جگہ منتقل کر دیا جائے۔ ان کی یہ منحوس تجویز جب اخبارات میں شائع ہوئی تو عالم اسلام میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی پرنٹ میڈیا الیکٹرونک میڈیا اور سوشل میڈیا پر احتجاج کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے دنیا کے بیشتر ممالک میں لاکھوں مسلمانوں نے احتجاجی ریلیاں نکالیں دنیا بھر میں سعودی سفارت خانوں میں مسلمانوں نے اپنا جذبات نوٹ کرائے اگرچہ سعودی حکومت نے اپنے مولویوں کی اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اہل اسلام کو یقین دلایا کہ وہ اس طرح کسی تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے مگر؟؟؟؟ ہم سعودی حکومت سے پوچھنے کا حق تو رکھتے ہیں کہ جب سے آل سعود اور آل شیخ حجاز مقدس کی نورانی گلیوں کو انسانی خون سے رنگین کر کے حرمین شریفین قابض ہوئے تو مدینہ منورہ کے جنت البقیع شریف اور مکہ مکرمہ کے جنت المعلیٰ کے قبرستانوں میں موجود مزارات کو بلڈوز چلا کر کیوں شہید کیا گیا؟؟؟ اس وقت کے تمہارے اندھے مفتیوں نے گنبد خضری شریف سمیت تمام مزارات گرانے کا فتویٰ نہیں دیا تھا؟؟؟ سعودی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کا حافظہ کمزور ہے۔

تمہیں یاد ہو یا نہ ہو ہمیں یاد ہے ذرہ ذرہ

بات بڑھ جائے گی شاید تم مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے چکر ہو سنو!! تمہارے درندوں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈی بیٹی حسنین کریمین کی امی جان مولائے کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی زوجہ محترمہ سیدہ طیبہ طاہرہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے مزار کی حرمت کو جس وحشیانہ انداز پائمال کیا ابھی تک ہمارے سینوں سے آہیں نکل رہی ہیں۔ امیر المؤمنین جانشین سید المرسلین کامل حلم والحیاء جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر بلڈوزر کس کے اشارہ پر چلا؟ تم یہ ظلم بھول چکے ہو آج مزار رسول ﷺ کی طرف تمہاری گندی نگاہیں اٹھی

ہوئی ہیں اپنے پالتوں مفتیوں سے فتوے گھڑوا رہے ہو کہ مزار رسول ﷺ کو مسجد سے الگ کیا جائے یہ تجویز تمہاری آج کی نہیں تمہیں لایا ہی اسی مقصد کے لیے گیا ہے ۔ چند سال خاموش رہنے کے بعد تم گنبد خضریٰ شریف گرانے کا شوشہ چھوڑ کر اہل ایمان کی غیرت کو ماپتے رہتے ہو لیکن سنو! دل کے کان کھول کر سن لو! دنیا میں آنے والا ہر غیرت مند مسلمان یہ کہہ رہا ہے

میرا سب کچھ گنبد خضری کل بھی تھا اور آج بھی ہے

بتلا دو اِن گستاخانِ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے

ان پر مر مٹنے کا جذبہ کل تھا اور آج بھی

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک عرصہ قبل نجدیوں کا گنبد خضری شریف کو گرانے کے حوالے سے تجاویز اور ان کے عبرتناک حشر پر ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جو ایک دستاویز کی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کے لیے ہم شائع کر رہے یقیناً آپ اسے پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچیں گے یہود و ہنود کے عزائم کتنے مذموم ہیں۔

فقط

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پنجاب پاکستان

۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ 11 ستمبر 2014ء جمعرات قبل از عصر

الحمد لله وحدهٗ والصلوة والسلام وعلی من لا نبی

امــا بــعـد ! فقیر کو سال ۱۴۲۸ھ میں ماہِ رمضان شریف میں گنبدِ خضراء کی حاضری نصیب ہوئی۔ مدینے پاک میں لمحہ لمحہ ہزاروں نیکیاں نصیب ہوتی ہیں لیکن نجدی مولوی اور ان کے چیلے چانٹے ہم غریبوں کو چین سے عبادت کرنے نہیں دیتے بلکہ اُلٹا عملی، ذہنی اذیتوں سے ہمیں تنگ کرتے ہیں۔ اس سال یہ حادثہ پیش آیا کہ نجدی مولویوں نے ایک کتاب چھاپ کر عام شائع کی اور تا حال ان کی یہ شرارت جاری ہے جس میں دیگر گستاخیوں کے علاوہ سعودی حکومت کو اپیل کی کہ گنبدِ خضرا کو زمین بوس کیا جائے (گرادیا جائے) (معاذ اللہ) اس کتاب کو پڑھنے پر میرے جیسوں کا جگر پاش پاش تو ہونا تھا لیکن اس کا علاج ہمارے یہاں کیا؟ فقیر نے اپنے آقا ﷺ کی غلامی کا اظہار قلم کے ذریعے پیش کر دیا۔

(یہ مضمون بزم فیضان اویسیہ کراچی نے کتابی صورت میں شائع کیا ادارہ)

اللہ تعالیٰ فقیر اور ناشر کا یہ تحفہ قبول فرمائے۔ ہمارے لئے توشۂ راہ آخرت ہو اور قارئین کے لئے مشعل راہِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

﴿تاریخ گنبدِ خضراء﴾

جہاں تاجدار کونین رحمۃً للعالمین ہمارے حضور نبی پاک ﷺ آرام فرما ہیں اس عمارت کو گنبدِ خضراء سے یاد کیا جاتا ہے یہی وہ حجرہ مقدسہ ہے جہاں آپ ﷺ نے مدنی زندگی بسر فرمائی اور اسے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپ ﷺ نے خود تیار فرمایا تھا۔

فائدہ ﴾ اس معنی پر گویا مزار کے گرد تعمیر (قبہ جات و مزارات) کی ابتدا خود بانیٔ اسلام ﷺ نے فرمائی۔

﴿دورِ صحابہ کرام اور مزارت مقدسہ﴾

حضور اکرم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حجرۂ پاک میں رہا کرتی تھیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں تقاضۂ ادب اور ضرورت کے تحت حجرۂ مبارک کے دو حصّے کر دیئے تاکہ بی بی صاحبہ ایک حصہ میں اور مزارات مقدسہ دوسرے حصہ میں ہوں تاکہ عقیدت مند قبرِ انور کی زیارت آسانی کے ساتھ کر سکیں۔ ابنِ سعد کی روایت ہے کہ عمرو بن دینار اور عبداللہ بن یزید کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ظاہری عہدِ طیبہ میں کاشانۂ نبوی کے گرد کوئی چار دیواری نہ تھی۔ سب سے پہلے یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چار دیواری تعمیر کرائی۔

(وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الرابع، الفصل العشرون فی ما حدث من عمارة الحجرة بعد ذلک والحائز الذی أدیر علیها، الجزء الثانی، الصفحة ۳۰۲، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی

مكة المكرمة و المدينة المنورة)

﴿فائدہ﴾ مزاراتِ محبوبانِ خدا کی تعمیر کے جواز کی توثیق مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوئی اس معنی پر مزارات پر قبہ جات و تعمیرات کا جواز اجماعی ہو گیا۔

﴿حجرہ مبارک کی حفاظت اور خلفاء راشدین﴾

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ ابنِ سعد سے انہوں نے نوبل بن سعید بن مغیّرہ ہاشمی سے اور علامہ سمہودی نے محمد بن عقیل سے روایت کی ہے کہ شب کے آخری حصے میں روضہ اقدس کی حاضری دینا اور تہجد پڑھنا میرا معمول تھا ایک رات میں حسب معمول گھر سے نکلا جب روضۂ اقدس کے قریب پہنچا تو میرے ہوش اُڑ گئے، بارش کی وجہ سے روضۂ اقدس کی دیوار گری ہوئی تھی اور قبرانور نظر آ رہی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی آ رہا ہے غور سے دیکھا تو حضرت عمر بن العزیز (عمر ثانی) رضی اللہ عنہ آتے دکھائی دیئے اور جب انہوں نے قبرِ انور کو ظاہر دیکھا تو خوف و اضطراب سے اتنا روئے کہ کبھی بھی اس طرح زار و قطار روتے نہیں دیکھے گئے۔ صبح تک محبوب حقیقی کے پہلو میں بیٹھے رہے سورج طلوع ہوتے ہی مدینے کے مشہور اور سعادت مند معمار حضرت وردان کو بلایا وہ بھی یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور آلاتِ تعمیر لے کر آ گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بی بی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوحفصہ کو حکم دیا انہوں نے دوسروں کے ساتھ مل کر دیوار بنائی اس کے بعد اندر کی صفائی کا مرحلہ آیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبرِ انور کو صاف کرنے کی جو خدمت ملازم انجام دے رہا ہے اگر یہ میرے حصے میں آتی تو ساری دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہوتی۔

(وفاء الوفابأخبار دار المصطفیٰ، الباب الرابع، الفصل العشرون فی ما حدث من عمارة الحجرة بعد ذلک والحائز الذی أدیر علیها، الجزء الثانی، الصفحة ۳۰۲، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی مكة المكرمة و المدينة المنورة)

ان روایات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مسجد نبوی اور روضۂ اقدس کی حفاظت، تزئین و آرسائش اور قبرِ انور کی حرمت کے تحفظ کے لئے سب سے پہلے خلفائے راشدین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (جن کا شمار پانچویں خلیفہ راشد کے طور پر خلفائے راشدین میں کیا جاتا ہے) نے اقدامات کئے۔ قبہ جات، تعمیرات اور مزارات کا بدعت کہنا انتہائی بدبختی ہے۔

عباسی خلفاء اور مزارت مقدسہ کی تعمیر﴾ خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ خیزران ۱۷۰ھ میں مدینہ طیبہ میں وارد ہوئیں انہیں مسجدِ نبوی اور انہیں روضہ انور سے بڑی عقیدت تھی۔

☆اسی طرح عباسی خلیفہ المتوکل نے ۲۳۳ھ میں روضہٴ اقدس کے گرد سنگِ مرمر کا فرش بچھانے کا خاص اہتمام کیا چنانچہ اس نے مشہور ماہرِ فن اسحاق کو مدینۂ طیبہ اور مکۃ المکرّمہ کی تعمیرات کا نگرانِ اعلیٰ مقرر کیا اور حکم دیا کہ حجرہ پاک میں سنگِ مرمر بچھائے۔

(خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الرابع فی عمارة مسجدها الأعظم النبوی و متعلقاته والحجرات المنيفات وفيه ستة عشر فصلاً، الفصل الحادی عشر فيما جعل علامةلتمييز جهتی الرأس والوجه الشريفين الخ، الصفحة ۲۹۷، المكتبة العلمية المدينة المنورة)

☆اسی طرح عمدۃ القاری جلد ۸ میں ہے کہ جب متوکل حکمران ہوا تو حجرۂ پاک کے اردگرد سنگ مرمر نصب کرایا۔

☆ خلیفہ المقتفی (۵۳۰ھ۔۵۵۵ھ) نے ان تعمیرات میں مزید اضافہ کیا اور ۵۴۸ھ میں از سرِ نو سنگِ مرمر بچھوایا، صندلی و آبنوس لکڑی کی نہایت خوبصورت اور پھولدار کھڑکیاں لگائی گئیں۔ان کے وزیر جمال الدین نے اس سلسلے میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور شفاف براق (چمکدار جگمگا تا ہوا) پتھروں سے حرمِ نبوی کو سجا دیا۔

(عمدة القاری شرح صحيح البخاری، كتاب الجنائز، الجزء الثامن، الصفحة ۲۲۷، دار الكتب العلمية بيروت)

☆ عباسی خلیفہ المستضیی (۵۶۶ھ۔۵۷۵ھ) نے ۵۷۰ھ میں بنفشی رنگ کے ریشمی پردے تیار کروائے اور ان کے چاروں کناروں پر چاروں خلفائے راشدین کے نامِ نامی رقم کروا کر لٹکائے۔(وفا الوفا)

☆ خلفائے عباسیہ کے علاوہ دوسرے مسلمان بادشاہوں اور حکام نے بھی اپنی محبت اور عقیدت و نیاز مندی کا ثبوت دیا۔ چنانچہ شاہانِ مصر کے وزیر حسن بن ریجا نے سفید ریشمی پردے لٹکائے جن پر سرخ و زرد رنگ کی ریشم کے ساتھ نقش کاری کی گئی اور یٰسین شریف لکھی گئی۔

(عمدة القاری شرح صحيح البخاری، كتاب الجنائز، الجزء الثامن، الصفحة ۲۲۷، دار الكتب العلمية بيروت)

شاہانِ مصر کی عقیدت

مسلمان بادشاہوں کی عقیدت اور نیاز مندی کا عالم یہ تھا کہ سلطان رکن الدین بیبرس نے ۶۶۷ھ میں حج کیا جب روضہٴ اقدس پر حاضری دی تو اس کے دل میں روضہٴ اطہر کے اردگرد جالی لگانے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ اس نے اگلے سال جالی بنا کر بھجوائی جو ۶۶۸ھ میں لگائی گئی۔(تاریخ المدینہ، تحقیق النصرۃ)

(خلاصة الوفابأخباردارالمصطفیٰ،الباب الرابع فی عمارة مسجدها الأعظم النبوی ومتعلقاته والحجرات المنيفات وفيه ستة عشر فصلاً، الفصل الحادی عشر فيما جعل علامةلتمييز جهتی الرأس والوجه الشريفين الخ،الصفحة ۱۰۳،المكتبة العلمية المدينة المنورة)

﴿گنبد خضراء شریف﴾

☆ ۶۷۸ھ میں قلاؤن صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ گنبدِ خضریٰ بنوایا خطیرہ شریف کے اوپر مسجد کی چھت سے بلند تھا اور وفا الوفا کی تصنیف ۱۰۰۱ھ تک موجود تھا۔ (جذب القلوب)

☆ سلطان قلادون کے پوتے سلطان الصالح اسماعیل نے ۷۶۰ھ میں مصر میں ایک گاؤں خریدا اور اسکی آمدنی کعبہ معظّمہ اور روضۂ انور کے پردوں کے لئے وقف کردی۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج،باب قول الله تعالیٰ "جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس والشهر الحرام الخ،الصفحة ۳۲۷،الجزء التاسع،دارالكتب العلمية بيروت)

☆ مصر پر ترکی سلاطین کا قبضہ ہوجانے کے بعد سلطان سلیمان اعظم ملک الصالح کے اس وقف میں مزید سات گاؤں کا اضافہ کیا اور حسبِ معمول غلافِ کعبہ اور پردے اور منبرِ نبوی کا غلاف مصر سے بن کر آنے لگا۔ (غلافِ کعبہ کی تاریخ مرتب مودودی ۱۹)

☆ سلطان الصالح بن محمد کے بعد حسن بن محمد نے ۷۶۵ھ میں گنبد پاک کی تعمیر از سرِ نو کروائی ۸۸۱ھ میں پھر اس گنبد پاک کی تعمیر شروع ہوئی جسکی تعمیل بروایت علامہ سمہودی ۸۹۲ھ اور بروایت امام محمد مہدی مطالع المسرات ۸۸۶ھ میں ہوئی۔

(وفاالوفا ، مطالع المسرات)

☆ روضہ اطہر کی موجودہ صورت ۸۸۶ھ میں وجود میں آئی جواب تک قائم ہے۔

ترک سلاطین ﴿ یہ مسجد شریف جواس وقت موجود ہے وہ مصر کے بادشاہ قاتیبان ۸۸۸ھ میں تعمیر کرائی تھی۔

(وفاء الوفاء ،راحتِ القلوب ترجمه جذبُ القلوب)

☆ خاندانِ قلادون کے مملوک مصر کی طرح ترکی کے سلاطین نے بھی روضۂ اطہر کی تعمیر وتزئین میں حسن اہتمام کی تمام تر دلنوازیوں کے ساتھ حصّہ لیا اور گنبد کا سبز رنگ انہی کی پسند ہے جو ذوقِ نظر کے ساتھ ساتھ ان کے حسن انتخاب وحسن عقیدت کی بھی دلیل ہے اس میں شک نہیں کہ تُرکیوں نے مسجد نبوی اور روضۂ مبارک کی توسیع اور تزئین کے لئے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

☆اس کے بعد سلطان سلیمان رومی نے دسویں صدی کے وسط میں روضۂ مبارکہ میں سنگِ مرمر کا فرش لگایا۔(جذب القلوب)

☆اس سلسلے میں عثمانی خلیفہ محمود خان (۱۲۲۳ھ تا ۱۲۵۵ھ) کی محبت وارادت بہت بڑھی ہوئی تھی اور ایک باوفا اور سچے مومن اور عاشق صادق کی طرح اس نے ۱۲۳۳ھ میں روضۂ مبارک کی بنیاد وتعمیر میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور ذاتی طور پر حصہ لے کر گنبدِ خضراء پر سبز رنگ کرایا۔(تاریخ الحرمین)

فائدہ﴾ موجودہ گنبدِ خضراء اسی عاشقِ صادق تُرک بادشاہ کی یادگار ہے اور دعا ہے

گنبدخضراء سلامت تجھے خدا رکھے تا قیامت یہ گنبد سدا بہار رہے۔(آمین)

اب اعداء گنبدِ خضراء کے متعلق بھی کچھ معلومات عرض ہے۔

﴿دشمنانِ گنبدِ خضراء کی تاریخ﴾

اس تاریخ کے درمیانی پہلو بیان کئے جائیں تو سینکڑوں اوراق معرضِ وجود میں آئیں فقیر کی کتاب (روضۂ رسول ﷺ تاریخ کے آئینہ میں) کا مطالعہ کریں ذیل میں ہم چند ان دشمنوں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں گنبدِ خضراء اور روضۂ رسول ﷺ سے عداوت ہے۔

﴿گنبدخضراء کا پہلا دشمن انگریز﴾

یہ واقعہ ۵۵۷ھ کا ہے اس وقت حرمین شریفین پر خلیفہ ملک العادل نورالدین زنگی حکمران تھے ایک رات انہیں خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سعادت نصیب ہوئی۔آپ نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا''نورالدین یہ دو آدمی ہمیں تکلیف پہنچا رہے ہیں ان کے شر کا خاتمہ کردو'' سلطان نورالدین زنگی اُس وقت بیدار ہوئے، وضو کیا، نوافل پڑھے اور سو گئے، دوبارہ وہی خواب دیکھا اُٹھے وضو کیا نفل پڑھے اور سو گئے، تیسری بار حضرت نورالدین نے وہی خواب دیکھا اب کی بار اس نے دشمنانِ رسول ﷺ کو گہری نظر سے دیکھا اور ان کی شناخت ذہن میں محفوظ کر لی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ طیبہ پہنچے اور حکام کو حکم دیا کہ شہر کی کل آبادی سے وہ فرداً فرداً ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور کوئی بھی اس سے بالاتر نہ سمجھا جائے گا چنانچہ نورالدین زنگی نے مدینہ طیبہ کے ہر فرد سے ملاقات کی مگر مطلوبہ افراد دکھائی نہ دیئے۔نورالدین نے مدینہ کے حکام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص ایسا تو نہیں رہ گیا جس نے ہم سے ملاقات نہ کی ہو، جواب ملا کہ دو مغربی درویش صفت جو جُود وسخا میں اپنی مثال آپ ہیں اپنے حجرے میں رہتے ہیں اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ملاقات نہ کر سکے۔نورالدین نے سختی سے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی حاضر کیا جائے۔وہ جیسے ہی سلطان کے روبرو لائے گئے اس نے

دونوں کو شناخت کرلیا سلطان انہیں ساتھ لے کر حجرے میں پہنچے انہیں باہر کھڑا کیا اور خود اندر چلے گئے۔ تلاشِ بسیار کے بعد قرآنِ پاک و چند کتابوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ آخر سلطان نے فرش پر بچھی ہوئی چٹائی اُٹھوائی اور غور کیا تو ایک اینٹ اُکھڑی ہوئی نظر آئی وہ اُٹھائی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے نیچے ایک سُرنگ کھودی گئی ہے جس کا دوسرا سِرا روضۂ اطہر کے اندر پہنچ گیا ہے، دُرویش صورت اور شیطان سیرت مجرمین دھر لئے گئے تحقیق پر انکشاف ہوا کہ یہ دونوں عیسائی تھے اور روضہ اطہر سے بذریعہ سُرنگ سرورِ کائنات ﷺ کے جسدِ مبارک کو نکال کر لیجانے کا منصوبہ بنا کر آئے تھے یہ دیکھ کر سلطان نور الدین زنگی کی زبان سے ایک ہی جملہ رواں ہوا کہ ''آقائے نامدار ﷺ نے اپنے غلام کو ایسے وقت میں یاد فرمایا'' نور الدین نے ان دونوں کو قتل کرا دیا اور روضۂ مبارک کی بنیادیں اتنی کھودیں کہ زمین سے پانی نکل آیا پھر سیسہ اور دوسری دھاتیں پگھلا کر بھر دیں اور دورانِ خطرات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روضۂ مبارک کو محفوظ کرلیا گیا (جذب القلوب)

﴿اجسام مطہرہ کو نکلانے کا پروگرام﴾

عہدی حکومت کے چھٹے حکمران الحاکم (۳۸۶ھ) کے عہد میں کچھ شر پسند اور بے دین عناصر نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حاکم سے ملاقات کی اور اسے پٹی پڑھائی کہ تم مصر میں ایک مقبرہ تعمیر کراؤ اور روضۂ اقدس کے مکینوں کے اجسامِ مطہرہ کو یہاں سے نقل کردو اس طرح ساری دنیا میں تمہارا شہرہ ہو جائے گا اور لوگ زیارت کو آنا شروع ہو جائیں گے۔ حاکم کو یہ بات پسند آئی اس نے مصر میں مقبرہ تعمیر کرایا اس نے ایک شخص ابو الفتوح کو تیار کیا اور اس کو چند ساتھیوں کے ہمراہ ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مدینہ شریف بھیجا لوگوں کو جب حقیقت کا علم ہوا تو کھلبلی مچ گئی لوگوں نے اس کو مذموم ارادے سے روک دیا ابو الفتوح نے عوام کی وارفتگی اور عقیدت کو دیکھ کر اپنا ارادہ ترک کردیا مگر ابن سعدون لکھتے ہیں کہ لوگوں نے مشتعل ہو کر اس کے تمام ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

(خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الرابع فی عمارة مسجدها الأعظم النبوی ومتعلقاته والحجرات المنیفات وفیه ستة عشر فصلاً، الفصل الثانی عشر فی العمارة المتجددة بالحجرة الشریفة وابدال سقفها بقیة لطیفة تحت سقف المسجد الخ، الصفحة ۱۶۳، المکتبة العلمية المدینة المنورة)

﴿چالیس گستاخان صحابہ و رسول ﷺ مسجد نبوی کی زمین میں دھنس گئے﴾

روضۂ اقدس کے خادمِ خاص حضرت شمس الدین صواب (دروازہ کے نگران) تھے ایک روز ان کے ایک دوست نے آکر بتایا کہ آج حاکمِ مدینہ کے پاس کچھ لوگ آئے تھے انہوں نے امیر کو آمادہ کرلیا ہے کہ روضۂ اقدس سے شیخین کریمین سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجسامِ مبارکہ نکال کر لے جائیں امیر نے یہ بات مان لی یہ سنتے ہی حضرت صواب غم سے نڈھال ہو گئے اتنے میں امیر آیا اور کہا کہ رات کو کچھ لوگ آئیں گے آپ روضۂ اقدس کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں اور انھیں کسی بات پر نہ روکیں۔ اس حکم سے انہیں یقین ہو گیا کہ واقعی سازش تیار ہو گئی تھی۔ حضرت صواب بلک بلک کر رونے لگے، تن بدن کا ہوش نہ رہا اتنے میں حرم کا دروازہ کھٹکا اُٹھے دیکھا کہ باہر کچھ لوگ اوزار اور شمعیں لئے کھڑے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی وہ تمام لوگ اندر داخل ہو گئے حضرت صواب کے دل پر چوٹ لگی انہوں نے ان بدنیت افراد کو گِنا وہ چالیس تھے ابھی وہ حجرۂ مبارک کے قریب ہی نہ پہنچنے پائے تھے کہ زمین پھٹی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بدکردار اور ناپاک اس میں غرق ہو گئے اور ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

(خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الرابع فی عمارة مسجدها الأعظم النبوی ومتعلقاته والحجرات المنیفات وفیه ستة عشر فصلاً، الفصل الثانی عشر فی العمارة المتجددة بالحجرة الشریفة وابدال سقفها بقیة لطیفة تحت سقف المسجد الخ، الصفحة ۳۱۶ و ۳۱۷، المکتبة العلمیة المدینة المنورة)

یہ افراد جس جگہ غرق ہوئے آج بھی مسجد نبوی میں وہ ''عبرت کا نشان'' بنا ہوا ہے۔

﴿نجدی وہابیوں کے مظالم پر ایک نظر﴾

تاریخ کی طرف آئیں اور دیکھئے کہ نجدی وہابیوں نے حرمین شریفین پر قبضہ جما کر اس قدر بھیانک انداز میں مقاماتِ مقدسہ، مزارات مبارکہ، کعبۂ شریف، کربلا معلیٰ، طائف اور جنت البقیع کے مزارات وحجرات کو تباہ وبرباد کیا ان واقعات کی مختصر سی جھلک ملاحظہ فرمایئے

☆ علامہ السید شریف نے تاریخِ وہابیہ (صدق النجر) میں تحریر کیا ہے کہ سعود نے ایک نیا دین گھڑا اور اہلِ اسلام کو بے دین بدعتی اور مشرک ٹھہرایا۔

☆ ۱۲۱۶ھ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشہدِ مبارک پر حملہ کیا بچوں اور مردوں کو بے دریغ قتل کیا اور بے اندازہ دولت لوٹی اور روضۂ اقدس کی عمارت کو خراب اور منہدم کیا۔

☆ حسنی بی اے سوانح ابنِ سعود کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ ۱۲۱۷ھ میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور بہت سے مقاماتِ مقدسہ کو تباہ وبرباد کیا اور پھر مدینہ طیّبہ میں وہی تاریخ دُہرائی جو وہ طائف اور مکہ مکرمہ میں اور کربلا معلیٰ میں دہرا چکے تھے۔ اس نے جنت البقیع کی قبور کو مسمار کیا، گنبد گرا دیئے، مزارات کی بے حرمتی کی اور تمام آثار وتبرّکات مٹا دیئے، حجرۂ شریف سے

تمام زر و جواہر لوٹ لئے اور قالین اُٹھوا کر اپنے شہر ورعیہ لے گیا اس سلسلہ کو ''الحرام'' میں اس طرح تحریر کیا گیا ہے کہ ۱۲۱۱ھ میں انہوں نے حجرۂ مطہرہ کے اموال و جواہر لوٹے مکہّ مکرمہ جہاں خون ریزی کی اجازت نہیں جوں بھی مارے تو کفارہ دینا پڑتا ہے وہابیوں نے وہاں بھی خون کی ندیاں بہائیں اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا اور خون کی ندیاں بہائیں۔ بقول حسنی (بی۔اے) انہیں اصرار تھا کہ مکہ کے مشرکین کی جانیں بچ جائیں لیکن مقابر و مزارات ضرور منہدم کر دیئے جائیں گے اور مساجد کی آرائش ضائع کر دی جائے گی۔

﴿گنبدِ خضراء پر فائرنگ﴾

اگست ۱۹۲۵ء میں وہابیوں نے مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی اور اپنی اعتقادی روایات کے مطابق ادب واحترام سے خالی وحشیانہ روش میں گنبدِ خضراء کے قدسی آداب کا بھی پاس و لحاظ نہ رکھا اور گنبدِ خضراء پر بھی فائرنگ کی چنانچہ حسنی (بی۔اے) تاریخ ابنِ سعود میں رقمطراز ہے کہ مسلمانوں میں پھر غیض وغضب برپا ہوا مسلمان حکومتوں کی طرف سے احتجاج شائع ہوئے فرداً فرداً مسلمان بھی روضۂ اقدس کے تحفظ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیق حالات کی غرض سے بھیجا۔

۱۹۲۵ء کے آخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی گنبدِ خضراء پر پانچ گولیاں لگی ہیں۔ (صفحہ ۱۵۷)

سازشوں، ستم کاریوں کے بعد سعود کی یہ کوشش تھی کہ وہ گنبدِ خضراء کو بھی مسمار کر دے اس کا اشارہ حضرت فضلِ رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تصنیف الجبار میں کیا ہے۔

ان لوگوں نے گنبدِ خضراء شریف کو گرا دینے کا ارادہ بھی کر لیا تھا مگر قدرت نے اس کی حفاظت فرمائی اور ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھا یہ حلقے ابھی تک اس امر پر مطمئن نہیں ہو سکے کہ گنبدِ خضراء اپنی جگہ پر جوں کا توں قائم رہے۔

﴿گنبد خضراء کو گرانے کی نجدی تاویلیں﴾

سعودی سعد الحصین تجویز﴾ (الف) اکبر هذه البدع والفتن واتدمها ادخال قبر النبی صلی الله علیه وسلم وقبری صاحبه رضی الله عنهما داخل المسجد النبوی

(صفحہ ۴، ہفت روزہ الدعوۃ، ۹ شعبان ۱۳۹۷ھ، ابن خلدون روڈ ریاض، سعودی عرب)

ان میں سب سے بڑی اور پرانی بدعت اور فتنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں اصحاب (حضرتِ ابوبکر صدیق و عمر فاروق) رضی اللہ عنہما کی قبروں کو مسجدِ نبوی کے اندر داخل کرنا ہے۔

(ب) واذا قیل رائی فی ان هذا منکر، فان الفرصة ستقدم نفسها لتغییره قریبا عند بدع التوسعة

الغربية حيث يمكن الا ستغناء عن الجزء الشرقى من المسجد بطوله واعادة حدود المسجد الشرقة على ما كانت عليه زمن النبى صلى الله عليه وسلم وزمن خلفاء الراشدين وازالة او اخفاء القبة والنقوش والستراستجابة لامر صاحب القبر والحجرات صلى الله عليه وسلم بتسوية القبور المشرفة والنهى عن تجصيصها والبناء عليهما.(صفحه ٦ الدعوة از سعد الحصين)

(ب)اور جب میری رائے مان لی جائے گی کہ یہ ایک منکر ہے تو مسجدِ نبوی کے مغربی حصّہ کی توسیع کے وقت جلد ہی اس میں تبدیلی کا موقع مل جائے گا اور مسجدِ نبوی کے پورے مشرقی حصے سے بے نیازی ہو جائے گی نبی ﷺ اور ان کے خلفاء راشدین کے زمانے میں جس طرح مسجدِ نبوی کے مشرقی حدود تھے انہیں اسی طرح کرنا، گنبد خضراء اور نقوش و چادر کو پوشیدہ کرنا یا ہٹا دینا بھی ممکن ہوگا۔

(ج)اما مجرد المشى على خطى من قبلنا فليس من شرع الله فى شئى.(صفحه ٨ ، الدعوة)

(ج)محض اپنے اگلوں کے نقشِ قدم پر چلنا خدا کا کوئی قانون نہیں۔

﴿تبصرہ اُویسی﴾ نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

گنبدِ خضراء کو مٹانے کیلئے مضمون نویس نے کئی دلیلیں دی ہیں سب سے بڑی دلیل یہ دی کہ گنبدِ خضراء بدعت ہے یہ وہابیوں ،نجدیوں کا پرانہ حربہ ہے اور سخت غلط بلکہ گمراہی ہے بالخصوص گنبدِ خضراء کے لئے بدعت کا اطلاق سراسر حماقت ہے اس لئے کہ اگر سرورِ کائنات ﷺ اور حضرتِ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی مزارات مبارکہ اور ان پر گنبد کی تعمیر کو بدعت اور فتنہ تسلیم کر لیا جائے تو خلفاءِ راشدین و عہدِ صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین و جملہ مفسرین و محدثین فقہا و متکلمین و مفکرین و مدّبرین، اولیاء و مشائخِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین غرضیکہ پورے سرمایۂ ملت کو معاذ اللہ ایسی عظیم بدعت کا مرتکب و حمایتی ماننا پڑے گا جس نے تقریباً چودہ سو سال سے عالم اسلام کے ایک ایک صاحبِ ایمان کو اپنے عشق و محبت کا شیدا بنا رکھا ہے اور وہ ہر دل جس میں ذرّہ برابر بھی ایمان کی رمق موجود ہے وہ اسے اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز و محور تصوّر کرتا ہے پوری امت کا اجماع ہے کہ گنبدِ خضراء کی تعمیر نہ صرف جائز ہے بلکہ بنظرِ عقیدت و احترام اس کی طرف دیکھنا بیّن دلیل ہے اور فرمانِ رسول ﷺ خود اس بات پر شاہدِ عادل ہے۔

لا يجتمع امتى على ضلالة

میری امت کسی فتنہ و گمراہی پر اتفاق نہیں کر سکتی۔

فائدہ﴾ اس سے ثابت ہوا کہ روضۂ رسول ﷺ بدعت نہیں جو اسے بدعت کہے وہ گمراہ اور پرلے درجے کا احمق ہے۔

اہل علم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ بدعت کے فتوے لگانے میں عجلت باز ہیں اسی لئے انکی یہ دلیل ہر لحاظ سے نا قابلِ قبول ہے۔ یہ اور واضح بات ہے کہ روضۂ اقدس اسلاف کا عمل ہے اسلافِ کرام کی اتباع اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا یہ ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ''عوام'' اور ''جاہلوں'' کی بات نہیں کہ انہیں خرافات اور مزخرفات کہہ کر ٹال دیا جائے ''خواص'' کے ہاتھوں یہ کام انجام پایا ہے سلاطین وامراء اور عثمانی خلفاء نے جالی اور گنبد کی تعمیر کرائی گو وہ خود بھی احکامِ شرع سے واقف ہوا کرتے تھے یا لاعلمی کی صورت میں علماء وفقہاء سے مسائل پوچھ لیا کرتے تھے، اسے بھی تسلیم نہ کرلیا جائے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ سات، آٹھ صدیوں تک علماء اور فقہائے اُمت نے غیرت وحمیت اسلامی کو بالائے طاق رکھ کر سلاطین وامراء کی رضامندی کو سب پر ترجیح دیا حالانکہ علمائے اسلام نے **اعلاء کلمة الحق** کی راہ میں بڑے بڑے جابر حکمرانوں کی بھی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی۔ لہٰذا اس طویل سلسلہ خیر وبرکت کو بدعت اور باطل ٹھہرانا جمہور اُمّتِ مسلمہ سے اختلاف اور صراطِ مستقیم سے انحراف بلکہ الحاد ہے اور یہ الحاد نجدیوں وہابیوں کی عین مراد ہے اور وہ اپنی اس گندی عادت پر مجبور ہیں اسی لئے بس ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔

نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

شرارت جاری ہے ﴾نجدیوں کو گنبدِ خضراء کو گرانے کا خبط جاری ہے چند سال خاموش رہ کر پھر وہی راگ الاپ رہے ہیں یہ نجدی ٹولہ وہی ہے ان کی گستاخیوں، شرارتوں کی نشاندہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پہلے فرمادی تھی بطور نمونہ عرض ہے۔

نجد سے فتنے وزلزلے ہونگے ﴾حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔ نجد کے لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے لیے (دعائے برکت فرمائیے) فرمایا اے اللہ شام اور یمن میں برکت نازل فرما انہوں نے دوبارہ کہا اور ہمارے نجد کے لیے۔ راوی (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کا خیال ہے کہ تیسری مرتبہ فرمایا هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ وہاں پر زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفتنة من قبل المشرق، جلد ۲۱، صفحہ ۱۹۴، حدیث ۶۵۶۵)

شارحین الحدیث کی تحقیق

اس کے بعد علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں

وأشاربقوله هناک الی نجدونجد من المشرق

(عمدة القاری شرح صحيح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم الفتنة من قبل المشرق، جلد۳۵، صفحه۱۵۷)

یعنی "هناک" سے سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد نجد ہے، جو مشرق میں ہے۔

☆ حضرت سالم نے اپنے والد سے رویت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کے پہلو میں کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا، فتنہ یہاں سے اُٹھے گا۔فتنہ یہاں سے اُٹھے گا جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

☆ اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں کہ مخبرِ صادق ﷺ نے اشارہ مشرق ہی کی طرف کیا، جہاں کے لوگ ان دنوں کافر تھے، سرکارِدوعالم ﷺ نے خبردی کہ فتنہ اسی طرف سے اُٹھے گا اور ایسا ہی ہوا، جنگِ جمل وجنگِ صفین اور خارجیوں کا ظہور سمتِ مشرق کے علاقے نجد وعراق اور اس کے پاس پڑوس ہی میں ہوا اور فتنہ کبریٰ جو زبردست آپس کے انتشار اور خون ریزی کا سبب ہوا یعنی واقعہ شہادت حضرت عفان رضی اللہ عنہ بھی وہیں پیش آیا جس سے نبی کریم ﷺ تحذیر فرماتے تھے اور اس کے پیش آنے سے پہلے ہی جانتے تھے جو علامتِ نبوت سے ہیں۔

حدیثِ شام ویمن لکھنے کے بعد علامہ بدرالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ فتنے مشرق سے پیدا ہونگے اور اس علاقہ سے یاجوج ماجوج ودجال کا بھی خروج ہوگا، کعب نے کہا کہ وہاں لاعلاج مرض ہیں اور وہ ہلاکت فی الدین ہے۔

(عمدة القاری شرح صحيح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم الفتنة من قبل المشرق، جلد۳۵،صفحه۱۵۶)

ابن عبدالوہاب نجدی کی جائے پیدائش اور مرکز ☼ نجد کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے کہ نجد کا جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے اس کا مشہور شہر ریاض ہے جو آجکل سعودی حکومت کا پایۂ تخت ہے، عارض کو جبل یمامہ بھی کہتے ہیں اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے اور اس کے گردونواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے۔شیخ الاسلام (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی جائے پیدائش "عیینہ" اور دعوت کا مرکز "درعیہ" دونوں اسی وادی میں واقع ہیں۔

(یہ ندوی صاحب نجدی کا ایک مداح ہے) (صفحہ ۱۶، حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی)

مشہور محقق وفاضل محمد فرید وجدی نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ

وتخرج منها القرامطة و مسيلمة الكذاب والو هابيون وعاصمتها مدينة الرياض و سكانها قد ثلا ثين الفًا

(دائرة معارف القرن العشرون الرابع عشر. العشرين، المجلد العاشر،صفحه ۵۴،دارالفكر بيروت)

یعنی نجد سے قرامطہ،مسیملۃ الکذاب اور وہابیوں کا خروج ہوا نجد کا پایۂ تخت ریاض ہے اس کے باشندے تقریباً تیس ہزار ہیں۔

☆المنجد میں ہے کہ

كانت نجد ا المهد الاوّل للدعوة الوهابية و فيها نشأالبيت. السعودى و منها بسطو انفوذهم على الاحاء و الحجاز و عسير فانشأامير ها عبد العزيز بن محمد بن سعود الملكةالعربية السعودية ۱۹۳۲ء۔

(صفحه ۷۰۶، المنجد فى الاعلام ، طبع سابع بيروت)

ترجمہ۔نجد وہابی مشن کا گہوارۂ اوّل ہے سعودی خانوادہ یہیں سے بڑھا اور احساء حجاز،عسیر پر چھا گیا اور اس کے امیر عبد العزیز بن (امیر درعیہ محمد بن) سعود نے ۱۹۳۲ء میں سعودی حکومت کی داغ بیل ڈالی

☆خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے کہ نجد کے باشندے سالہا سال سے وہابی ہیں اور ان کے مورثِ اعلیٰ (محمد بن) عبد الوہاب نجدی کے نام سے پوری دنیا کے وہابی منسوب ہیں نجدیوں کے عقائد ہندوستانیوں میں سے پوشیدہ نہیں کیونکہ یہاں بھی بہت سے وہابی موجود ہیں اور دن بدن بڑھتے جارہے ہیں۔

یہ خواجہ مذہبی لحاظ سے ہرجائی تھے۔(نادان وہابی،مطبوعہ دہلی، ربیع الاول ۱۳۴۴ھ،۱۹۲۵ء)

تبصرہ اُویسی غفرلہ ﴾ محمد بن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا اور نجدیوں کی رسول اللہ ﷺ سے دشمنی اور اولیاء کرام سے بغض و عداوت مشہور ہے اور اس کے ورثاء پر دیگر گستاخیوں کے علاوہ گنبدِ اقدس کے گرانے کا بھوت تا حال سوار ہے۔

﴿نجدیوں کی گنبد خضرا کو گرانے کی ناپاک سازش﴾

گذشتہ سالِ دوران ۱۴۲۸ھ کے رمضان المبارک میں فقیر مسجد نبوی شریف میں افطار کے لیے بیٹھا تھا چند ساتھی ایک رسالہ لائے جواز اول تا آخر گستاخیوں سے پُر تھا۔

تعارفِ کتاب ﴾ زیارتِ مسجد مصطفیٰ ﷺ کتاب کا نام ہے اور اس پر ''علیہ وسلم ﷺ'' کا لکھنا جہالت کی دلیل ہے اس کا مصنف شاہد محمد شفیق ہے۔داعیہ مکتبہ دعوت وتوعیۃ الجالیات بالرس عربی اُردو میں ہے جو مدینہ طیبہ و دیگر مقامات پر مفت تقسیم کی گئی۔

سعودی حکومت کو گنبد خضراء گرانے کا مشورہ؟ توبہ توبہ

اس کے صفحہ ۱۴۸ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ مملکتِ سعودی عرب کو توفیق دے اسے (گنبدِ خضراء) سنتِ صحابہ کے مطابق کردیں جیسا کہ بعض صحابہ کے دور میں قائم تھے یعنی گنبدِ خضراء زمین بوس کردیں اور مسجدِ نبوی شریف اور آپ ﷺ کی قبر کے درمیان فصل (فرق) کردیں۔

(بلفظہ) کتاب فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

نوٹ﴾ اس کے علاوہ اس کتاب میں بے شمار گستاخیاں لکھیں جس کا لکھنا، پڑھنا ناقابل برداشت ہے۔

انجامِ بد﴾ فقیر تو چاہتا ہوں کہ ان بدبخت نجدی مولویوں کو اجازت ملنی چاہیئے تاکہ ان کے ارادۂ بد پر انہیں عمل کرنے سے پہلے ان کا ستیاناس ہوجائے گا اور اہلِ حق کا بول بالا ہوجائے گا جیسے اسی رسالہ میں چند اعدائے گنبدِ خضراء کے واقعات فقیر عرض کرچکا ہے۔

اس پر مزید لکھنے کو تو جی چاہتا ہے لیکن موجودہ مسلمانوں کی بے حسّی دیکھ کر کچھ لکھنے کا دل گوارا نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے طفیل نجدیوں و دیگر اعدائے اسلام کے فتنوں اور شرارتوں سے ہم سب کو بچائے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ ۳ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

(اس مضمون کی ترتیب کی سعادت محمد فیاض احمد اویسی رضوی کے حصہ میں آئی)

قربانی کے چند ضروری مسائل

مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں بہ نیت قرب الٰہی ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے آیئے قربانی کے متعلق چند مسائل بیان کرتے ہیں۔

(۱) مسلمان (مرد وعورت) ہو

(۲) بالغ پر (بچہ اور مجنون پر قربانی واجب نہیں)

(۳) مقیم پر ہے (مسافر پر قربانی واجب نہیں)

(۴) صاحب نصاب کا ہونا (حاجات اصلیہ کے علاوہ جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی، ساڑھے سات تولے سونا یا اس کے برابر نقدی ہو۔

(۵) آزاد ہو۔

☆ جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

☆ اگر کسی شخص کی بیوی اور بالغ اولاد صاحب نصاب ہیں تو ان کی طرف سے ان پر الگ قربانی واجب ہوگی۔

☆ قربانی کیلئے زکوٰۃ کی طرح سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ موجودہ مالی حالت دیکھی جائے گی۔

﴿قربانی کے ایام﴾ قربانی کی عبادت تین دن دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں یہ قربانی (سنت ابراہیمی) عبادت نہیں۔ (تین دن اور دو راتیں یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے)

☆ دن کو قربانی کرنا افضل ہے البتہ رات کو بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

☆ جس شخص پر قربانی واجب ہوا سے کرنی چاہیے اگر وہ کسی وجہ سے قربانی کی عبادت ادا نہ کر سکا اور قربانی کے دن گزر گئے تو جو جانور خریدا تھا اسے صدقہ کردے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کردے۔

یاد رکھیں قربانی کے ایام میں جانور کی قیمت صدقہ کرنے یا اس رقم کو کسی رفاہی ادارے/کام پر خرچ کرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا ہمیشہ گنہگار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔

﴿جانور اور ان کی عمر﴾ قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں (نر اور مادہ دونوں)

(الف) اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم عمر کے اونٹ یا اونٹنی کی قربانی جائز نہیں۔

(ب) گائے، بیل، بھینس، بھینسا ان کی عمر دو سال ہونا لازمی ہے۔ اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(ج) بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، مینڈھا (چھترا) ان کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ (مذکورہ بالا عمر سے زیادہ ہو تو افضل ہے)

مسئلہ: اگر دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ مہینے کا ہو لیکن وہ اتنا موٹا تازہ ہو کہ دور سے دیکھنے پر سال کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ: وحشی جانور جیسے ہرن یا نیل گائے وغیرہ کی قربانی جائز نہیں۔

حصہ دار☆ بکرا بکری، بھیڑ، دنبہ، مینڈھا ذبح کرنے سے صرف ایک شخص کی طرف سے قربانی ادا ہوگی۔

☆ گائے، بیل، بھینس، اونٹ، اونٹنی کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

☆ قربانی کے جانور میں حصہ ڈالنے والے مسلمانوں کی نیت صرف رضائے الٰہی اور سنت ابراہیمی کی ادائیگی ہو نہ کہ گوشت کھانے کی۔

☆ عقیقہ کا حصہ بھی قربانی کے جانور میں ڈالا جا سکتا ہے۔

☆ ہر حصہ دار کا ہر اعتبار سے حصہ برابر ہو یعنی جانور کی قیمت میں اور جانور کے گوشت میں۔ (تفصیل کے لیے بہار شریعت کا مطالعہ ضروری ہے)

عرس مبارک شرق پور شریف

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین و برادرِ حقیقی حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا 58 سالانہ اور بانی تحریک یوم مجدد الف ثانی فخر المشائخ حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ پہلا سالانہ عرس مبارک انشاء اللہ تعالیٰ 17-18 اکتوبر 2014ء بروز جمعہ، ہفتہ آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ میں نہایت ہی عقیدت و احترام سے منعقد ہو رہا ہے اہل محبت سے شرکت کی اپیل ہے۔ (شیخ محمد حنیف نقشبندی)

الحمدللہ میں بریلوی ہوں

اس میں تو کسی عاقل و بالغ کو انکار نہیں کہ بریلوی کوئی نیا فرقہ یا جماعت نہیں ... اور یہ سب پر روشن ہے کہ بریلی شریف ایک شہر کا نام ہے تو دوسری طرف اس حقیقت سے انکار کوئی بے وقوف ہی کرے گا کہ فی زمانہ اگر کسی سنی سے مذہبی اعتبار سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ بریلوی ہو؟؟... تو اس سے مراد سائل کی یہ نہیں ہوتی کہ آپ کا تعلق ہندستان کے شہر بریلی شریف سے ہے یا نہیں بلکہ سائل کے اس سوال کا مقصد سنی مسلمانوں سے نسبت امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے مذہبی وقلبی وعقائد کے تعلق سے ہوتا ہے۔اس بات کو شفاف کرنا ضروری ہے۔''ہاں ہم اہلسنت سنی ہیں بلا شک وشبہ و بلا چوں چراں .. ہم اہلسنت ہیں'' تو دوسری طرف اگر کلک رضا سے جن کے سینوں میں غار بنا ہوا ہے اور مجدد دین وملت کے قلم سے گھائل وہ تمام گمراہ گروہ جب ہم اہلسنت سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم بریلوی ہو تو ہم سنی اہل سنت اپنا سر فخر سے بلند کر کے کہتے ہیں''ہاں ....ہاں ...ہاں ....ہاں ہم بریلوی ہیں'' اور فی زمانہ لفظ''بریلوی'' اہلسنت و جماعت عاشقان رسول کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ومعیار بنا ہوا ہے اور چونکہ ہم اہلسنت و جماعت محبتوں اور نسبتوں کے امین ہیں اور اپنے محسنوں کے احسانوں کا حیار کھتے ہیں اسلئے ہم باحیا و باوفا اہلسنت سنی ہر نسبت رضا کو اپنے لئے سر کا تاج و وجہ فخر وافتخار سمجھتے ہیں کیونکہ ہم بیوفا لوگ نہیں۔

جگر گوشہ فیض ملت صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی کا دورہ

گذشتہ ہفتے صاحبزادہ صاحب ضلع گوجرانوالہ میں تبلیغی دورہ پر تشریف لائے شہر گوجرانوالہ، گرجاکھ، مسلم ٹاؤن، اسلام آباد، پیپلز کالونی میں مختلف محافل میں بیانات فرمائے اس موقعہ پاسبان مسلک رضا نباض قوم حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی دامت برکاتہم کی عیادت کے لئے زینت المساجد قافلے کی صورت حاضر ہوئے۔ مٹو بھائیکے ،آستانہ عالیہ گلشن رحمت منگو کے ورگاہ میں بھی تشریف لائے۔شیخوپور میں حضرت علامہ الحاج حافظ قاری غلام عباس نقشبندی شرقپوری طبع پرسی کے لیے بھی ان کے مدرسہ میں آئے۔(منشی اویسی خلیل احمد مٹو بھائیکے)

موت کے بعد حیات

برلن (نیوز ڈیسک) موت کے بعد جی اٹھنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے لیکن غیر مذہبی لوگ اسے ممکن نہیں سمجھتے۔ جسم کی موت کے بعد روح زندہ رہتی ہے یا سب کچھ ختم ہوجاتا ہے یہ بحث اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسانی تاریخ۔ سائنسدان مدتوں سے اس سوال کا جواب تلاش کررہے تھے اور بالآخر جرمنی کے ماہرین نفسیات اور تحقیق کاروں نے یہ دعوی کیا ہے کہ ان کے تجربات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ موت کے بعد بھی زندگی جاری رہتی ہے اگرچہ اس کی نوعیت دنیا کی زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ تجربات جرمن یونیورسٹی TechnischeUniversitat میں کئے گئے اور ان میں 944 افراد نے رضا کارانہ طور پر شرکت کی۔ یہ تجربات کارڈیو پلمونری ریسی ٹیشن (CPR) نامی مشین کی ایجاد کے بعد ممکن ہوئے۔ تجربات میں شامل افراد کو ادویات کی مدد سے 20 منٹ کیلئے کلینیکی موت کی کیفیت میں پہنچایا گیا۔ یہ کیفیت ایسے ہی ہے جیسے کسی کی حقیقی موت واقع ہوجائے لیکن اس کی خاص بات یہ ہے کہ CPR مشین اور ادویات کی مدد سے دوبارہ زندگی بحال کی جاسکتی ہے۔ تجربات میں شامل سب افراد نے ملتے جلتے قریب المرگ تجربات بیان کئے جن میں اوپر اٹھ جانے، بہت سکون اور راحت محسوس ہونے اور جسم مردہ ہونے کے باوجود سب احوال کا مشاہدہ کرسکنے کی کیفیات شامل ہیں۔ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر برتھولڈ ایکرمین کا کہنا ہے کہ سب شرکاء نے بتایا کہ ان کا جسم مردہ ہونے کے باوجود وہ ہر چیز کا مشاہدہ کرسکتے تھے اور لطیف قسم کے احساسات کا تجربہ کرسکتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان تجربات نے ثابت کردیا ہے کہ جسم مردہ ہونے سے زندگی کا اختتام نہیں ہوتا بلکہ انسان ایک لطیف حالت اور کیفیت میں چلا جاتا ہے اور ایک اور زندگی کا آغاز ہوجاتا ہے۔ ان تجربات سے گزرنے والے ہندوؤں، عیسائیوں، مسلمانوں اور لادینوں سب نے ایک ہی طرح کے احساسات بیان کئے۔ (روزنامہ ''پاکستان'' 9 ستمبر 2014ء)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ جامعہ اویسیہ رضویہ کے فاضل علامہ سراج احمد منیر (بہاولپور)

☆ حضور فیض ملت کے وفادار ساتھی محترم حاجی رشید احمد سپاہی (شاہدرہ بہاولپور) گذشتہ دنوں انتقال کرگئے۔

جامعہ اویسیہ رضویہ میں مرحومین کے لئے دعا ہوئی قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے

شوگر کنٹرول میں رہتی ہے

شوگر (ذیابیطس) جسے خاموش قاتل بھی کہا جاتا ہے کے مریضوں کی دنیا بھر میں بڑھتی تعداد نے خطرے کی گھنٹی بجادی ہے تاہم علاج کے ساتھ ساتھ پرہیز کے نتیجے میں اس خطرناک مرض پر باآسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔

جہاں سستی اور کاہلی، ورزش کی کمی، میٹھے کا زیادہ استعمال اور مرغن غذائیں ذیابیطس کا باعث بنتی ہیں وہیں سبزیوں، پھلوں اور دیگر غذاؤں کا استعمال شوگر کے مریضوں کے لئے انتہائی مفید ہے جو نہ صرف اس مرض کو مزید بڑھنے سے روکتا ہے بلکہ ان غذاؤں کے باقاعدگی سے استعمال کے ذریعے اس خاموش قاتل پر باآسانی قابو بھی پایا جاسکتا ہے۔ان میں چندایک ذکر ہم کئے دیتے ہیں۔

اسٹرابری ❁ ماہرین کا کہنا ہے کہ اسٹرابری کو روزانہ کی بنیاد پر کھانے سے بھی شوگر پر قابو پایا جاسکتا ہے، اسٹابری کا استعمال جسم میں پروٹین کو متحرک کرتا ہے جو جسم کی اضافی چربی اور خون کی چکنائی کو کم کرتا ہے۔

سیب ❁ طبی ماہرین کے مطابق سیب کا استعمال شوگر کے مریضوں کے لئے انتہائی مفید ہے کیونکہ یہ پھل خون میں شوگر کی مقدار کو لیول پر رکھتا ہے۔

پالک ❁ غذایت سے بھرپور یہ سبزی بھی شوگر کے مریضوں کے لئے نہایت مفید ہے جب کہ طبی ماہرین کے مطابق پالک کا روزانہ استعمال شوگر کے خطرے کو 14 فیصد کم کرتا ہے۔

دہی اور پنیر ❁ طبی ماہرین کا یقین ہے کہ دہی اور پنیر میں صحت مند بیکٹیریا شوگر کا باعث بننے والے عناصر کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں اور ان کے استعمال سے بھی شوگر میں کمی واقع ہوتی ہے۔

ہلدی ❁ اطباء کے مطابق ہلدی میں موجود زرد رنگ کے مرکب کی کثیر مقدار بھی شوگر کے مریضوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

دارچینی ❁ کھانوں میں گرم مصالحے کے طور پر استعمال کی جانے والی دارچینی میں جہاں دیگر بے شمار فوائد ہیں وہیں یہ شوگر کی کمی کے لئے بھی مفید ہے، دارچینی خون میں گلوکوز کی مقدار کو نارمل رکھتی ہے جب کہ کولیسٹرول اور انسولین کی حساسیت کو بھی بہتر کرتی ہے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر نظر رسالہ حضور فیض ملت الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری کی غیر مطبوعہ تصانیف میں سے ایک ہے۔

اس رسالے کی وجہ تصنیف کے بارے حضور فیض ملت علیہ الرحمہ خود لکھتے ہیں ''حضرت پیر طریقت الحاج محمد کمال میاں سلطانی سجادہ نشین دربارِ سلطانی شریف باب المدینہ کراچی فقیر کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو فرمایا کہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر رسالہ تحریر فرمائیں ہم اسے شائع کرینگے۔ اگرچہ فقیر علیل ہے لیکن ان کے حکم کی تعمیل ضروری سمجھ کر یہ چند اوراق لکھ کر موصوف کو ہدیہ پیش کرتا ہوں''

ہم حضرت پیر طریقت الحاج محمد کمال میاں سلطانی کے بے حد مشکور ہیں کہ اُنہوں نے اس سال دربار سلطانی مرکز روحانی کراچی میں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات میں جہاں کھانے پینے کے لئے لنگر شریف کا وسیع انتظام فرمایا وہاں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے اس رسالے کو شائع کر کے ملک کے طول وعرض سے آنے والے مریدین وعقیدتمندوں میں بطور لنگر تقسیم کر کے ایک اچھی روایت کو فروغ دیا کاش ہمارے مشائخ عظام اعراس کی تقاریب میں علماء اہل سنت کی کتب کی تقسیم کا سلسلہ شروع فرمادیں تو مسلک حق اہل سنت کا بہت کام ہوسکتا ہے اللہ کرے یہ ہوجائے۔

اس رسالے کو حاصل کرنے کے لئے درجِ ذیل پتہ پر رابطہ کریں

دربارِ سلطانی مرکز روحانی بلاک ST-5,4، فیڈرل بی ایریا، کراچی

یوم مفسر اعظم پاکستان

جامعہ فیضان رسول فرید آباد نزد ریلوے اسٹیشن بہاولپور میں حضرت جگر گوشہ فیض ملت علامہ محمد عطاء الرسول اویسی کی سرپرستی میں مورخہ 22 ستمبر سوموار بعد نماز عشاء حضور مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی یاد میں عظیم الشان ''یوم مفسر اعظم پاکستان'' منایا گیا مختلف علاقوں سے احباب محبت شریک ہوئے۔ علماء کرام نے حضرت فیض ملت کی دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ (محمد شفاعت رسول اویسی)

پھر یاد آ رہے ہیں اہل محبت کے قافلے
پھر یاد آ رہا ہے مدینہ حضور کا

غصہ کا انجام

ایک شخص اپنی گاڑی دھور ہا تھا گاڑی بالکل نئی تھی چند دن پہلے خریدی گئی تھی۔اس کا چار سالہ بیٹا آیا اور پتھر اٹھا کر گاڑی پر اسکریچ ڈالنے شروع کر دیے یہ دیکھ کر وہ شخص غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنے چار سالہ بچے کا ہاتھ پکڑا اور اس پر کئی ضربیں لگائیں وہ شخص یہ بھول گیا کہ اس کے ہاتھ میں نٹ کھولنے والا رینچ ہے اس نے رینچ سے اپنے چار سال بیٹے کے ہاتھ پر ضربیں لگائیں۔ بچے کو ہسپتال لے جایا گیا اور بہت زیادہ فریکچرز کی بنا پر بچے کے زخمی ہاتھ کی تمام انگلیاں کاٹنی پڑیں..جب بچے کو ہوش آیا اس نے اپنے باپ کو دیکھا آواز اور آنکھوں میں درد لیے فوراً اپنے باپ سے پوچھا ''بابا! میری انگلیاں کب واپس آئیں گی؟'' باپ کے پاس اس بچے کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا وہ افسردہ ہوا اور خاموش رہا۔وہ گھر آیا اور غصے میں اپنی کار کو ٹانگوں سے ضربیں لگانے لگا۔تھک ہار کر وہ کار کے پاس بیٹھ گیا اس وقت اس کی نظر ان اسکریچ پر پڑی جو اس کے چار سالہ بیٹے نے پتھر سے لگائے تھے وہ اسکریچ نہیں تھے اس نے پتھر سے گاڑی پر ایک فقرہ لکھا تھا ''لو یو پاپا، Love u papa '' اگلے دن اس شخص نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔

غصے اور پیار کی کوئی حد نہیں ہوتی یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ خوبصورت زندگی گزارنے کے لیے ان دونوں میں سے کون سا مناسب راستہ ہے۔ پرانے وقتوں میں چیزیں استعمال کی جاتی تھیں اور انسانوں سے پیار کیا جاتا تھا۔ ہمارے دور کا المیہ یہ ہے کہ چیزوں سے پیار کیا جاتا ہے اور انسانوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

ہر دن صبح کو گھر سے یہ خیال دماغ میں بٹھا کر نکلیں کہ چیزیں استعمال کرنے کے لیے ہیں اور انسان پیار کرنے کے لیے ہیں۔یہی ایک راستہ ہے جس سے ہم اپنا اور دوسروں کا دن اچھا بنا سکتے ہیں۔اپنے خیالات کی حفاظت کریں یہ خیالات الفاظ بن جاتے ہیں اور الفاظ اعمال بن جاتے ہیں۔اپنے اعمال کی حفاظت کریں یہ عادات بن جاتی ہیں اور اپنی عادتوں کی حفاظت کریں یہ کردار بن جاتی ہیں اور اپنے کردار کی حفاظت کریں یہ آپ کی قسمت آپ کا نصیب بن جاتا ہے۔

(فیس بک پر کسی نے یہ عبارت بھیجی)

مجلس دلائل الخیرات شریف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری کے روحانی فیضان کا سلسلہ جاری ہے۔ دلائل الخیرات شریف کا ورد نہ صرف آپ کے وظائف میں شامل تھا بلکہ آپ نے نصف صدی تک اس کی اشاعت فرمائی ہزاروں احباب کو آپ نے اس کے پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی گذشتہ دنوں جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے اجلاس میں مدرسین و منتظمین نے طے کیا کہ جامعہ میں مجلس دلائل الخیرات قائم کی جائے جس میں باصلاحیت طلباء ایک نشست میں بیٹھ کر اس کا ورد کریں چنانچہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ پیر شریف کو دن 11:15 بجے حضرت علامہ مفتی محمد امیر نوری اویسی شیخ الحدیث جامعہ ہذا کی نگرانی میں اس مجلس کا آغاز ہوا طلباء کو جگر گوشہ فیض ملت صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی نے اپنے دستخطوں کے ساتھ دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت دی۔ (ابو عبداللہ محمد اعجاز اویسی)

دربار حضور فیض ملت پر ماہانہ محفل پاک

۱۷ ذیقعد ہفتہ بعد نماز عصر درگاہ حضور فیض ملت محدث بہاولپوری پر ماہانہ محفل گیارویں شریف کا انعقاد ہوا۔ شہداء وغازیان تحریک ختم نبوت کی لازوال خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مولانا ذوالفقار نقشبندی، علامہ مفتی جاوید مصطفیٰ سعیدی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے میں علماء اہل سنت کا سنہری کردار پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس موقعہ پر حضور فیض ملت کے پیارے تلمیذ رشید اور مرید حضرت مولانا حافظ محمد فیاض احمد قادری اویسی امام وخطیب واہلیان چک نمبر 23 ڈی این بی تھڑی (بہاولپور) کی طرف سے لنگر نبویہ غوثیہ اویسیہ کا وسیع اہتمام تھا۔

(محمد احسان الحق نادرا آفس)